WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ الدَّھر

نام : اس کو سورۂ دہر، اور سورۂ الانسان کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے اور نام بھی ہیں لیکن وہ زیادہ مشہور نہیں۔ یہ دو رکوعوں، اکتیس آیتوں، دو صد چالیس کلموں اور ایک ہزار چون حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : اس کے متعلق علماء میں شدید اختلاف ہے۔ 'بحر المحیط' میں ہے کہ یہ جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے۔ حضرت حسن بصری، عکرمہ اور کلبی کی رائے ہے کہ یہ سورت مدنی ہے سوائے آیت ۲۴ کے کہ وہ مکی ہے۔ (روح المعانی)

مضامین : انسان جو آج اپنے بازو کی قوت، ساز و سامان اور مال و دولت پر نازاں ہے اور اپنے خالق کو بھول بیٹھا ہے اُسے بتایا جا رہا ہے کہ تو ہمیشہ سے ایسا نہ تھا بلکہ تجھے نیست سے ہست کیا گیا ہے اور تمہیں ہوش و گوش کی جو قوتیں عطا کی گئی ہیں ان کا مقصد تمہاری آزمائش ہے کہ کیا تم اللہ کے شکرگزار بندے بننا چاہتے ہو یا کفرانِ نعمت کر کے نافرمانوں کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو شکرگزار بندوں پر کیے جائیں گے۔

وہ دَور خود بینی اور خود غرضی کا دَور تھا۔ دُوسروں کی خستہ حالی کو دیکھ کر رحمت و شفقت کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات اُمڈا کرتے تھے۔ ایسے زمانے میں اُن لوگوں کی توصیف فرمائی جا رہی ہے جو مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو محض اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر اُن نوازشات کا ذکر فرمایا جن سے ایسے لوگوں کو نوازا جائے گا۔ آخری رکوع میں پھر اپنے محبوب کو بتا دیا کہ یہ کتاب مقدس ہم نے آپ پر نازل فرمائی ہے۔ اس کی تبلیغ میں جو تکلیف آئے اس پہ صبر کیجیے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیے تاکہ رُوحانی قوتیں نشوونما پائیں اور حوصلے بلند رہیں۔

اس کے بعد دُنیا پرستوں کے حالات بیان کیے اور اُن کی کوتاہ نظری پر انہیں تنبیہ کی کہ وہ فانی زندگی کی لذتوں میں مگن رہے اور آخرت کی ابدی راحتوں کو اُنھوں نے پس پُشت ڈال دیا ہے۔ آخر میں بتایا کہ یہ کتاب پند و موعظت ہے اب جس کی مرضی ہے وہ اس کی نصیحتوں پر عمل کرے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۱-۴-۷۷

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الدہر مکی ہے اس میں اکتیس آیات اور دو رکوع ہیں

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

بے شک گزرا ہے انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا [1]

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا

بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے [2] تاکہ ہم اس کو آزمائیں [3] پس (اس غرض سے) ہم نے بنا دیا

[1] یہاں ھَلْ استفہام کے لیے نہیں بلکہ بمعنی قَدْ ہے۔ یعنی ضرور انسان پر ایک ایسا وقت گزرا ہے جبکہ یہ قابل ذکر چیز نہ تھا۔
حِیْن: الزمان المطلق۔ مطلق زمانہ طویل ہو یا مختصر۔ الدھر: فی الاصل اسم لمدۃ العالم من مبدأ وجودہ الی انقضائہ۔ وجود عالم کی ابتداء سے لے کر انتہا تک کے عرصہ کو دھر کہتے ہیں۔ (لسان العرب)

ان الفاظ کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد اب آیت کا معنی سمجھیے۔ ارشاد ہے کہ دنیا کی لمبی عمر میں ایک وقت ہر شخص پر ایسا گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ پیدا ہونے سے پہلے تو ویسے ہی معدوم تھا۔ اس کے ذکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب رحم مادر میں اس نے قرار پکڑا تب بھی کسی کو کیا خبر تھی کہ اس صدف میں کس نوعیت کس آب و تاب اور کس قدر و قیمت کا موتی پرورش پا رہا ہے اور جب وہ پیدا ہوا تو کمزور سا بچہ۔ نہ چل سکے نہ بول سکے۔ بہر حال ہر شخص پر کوئی نہ کوئی ایسا دور گزر چکا ہے جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ آج اگر وہ شہریار و تاجدار بن گیا ہے، آج اگر وہ لشکر جرار کا سپہ سالار ہے، آج اگر دولت و ثروت کے انبار اس کے قدموں میں لگے ہیں تو اس کو مغرور ہو کر اپنے پروردگار کو فراموش نہیں کر دینا چاہیے بلکہ ہر لحظہ اپنی اصلیت پر نگاہ رکھنی چاہیے۔

[2] اب اس کی پیدائش کی حقیقت بیان کی جا رہی ہے۔ آیت میں غور کرنے سے پہلے دو لفظوں کی تشریح سمجھ لیں۔ نُطْفَۃ: الماء القلیل یبقی فی الدلو۔ وقیل ھی الماء الصافی۔ (لسان العرب) وہ پانی کے چند قطرے جو ڈول میں رہ جاتے ہیں۔ صاف ستھرے پانی کو بھی نطفہ کہتے ہیں۔ مرد کے مادہ منویہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہے۔ اَمْشَاج: یہ جمع ہے۔ اس کا واحد مَشِیْج ہے جیسے یتیم کی جمع ایتام۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ مرد و عورت کے پانی کے خلط ملط ہونے کو مشیج کہتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ مرد کا پانی جو عورت کے پانی کے ساتھ مل جاتا ہے اسے مشیج کہا جاتا ہے۔ ابن سکیت کہتے ہیں الامشاج: الاخلاط یرید اخلاط النطفۃ لانھا ممتزجۃ من انواع ولذلک یولد الانسان ذا طبائع مختلفۃ۔ (لسان العرب) امشاج ان عناصر کو کہتے ہیں جن سے نطفہ کا قوام تیار ہوتا ہے کیونکہ یہ مختلف انواع سے مرتب ہوتا ہے۔ عناصر کے اسی تنوع کے باعث انسان کی طبائع میں اختلاف اور صلاحیتوں میں تفاوت ہوتا ہے۔

"نطفہ" واحد ہے۔ اس کی صفت بھی واحد ہی آنی چاہیے تھی۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ امشاج جمع نہیں واحد ہے اور جو اسے

بَصِيرًا ﴿٢﴾ إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ إِنَّا أَعْتَدْنَا

ہے اس کو سننے والا دیکھنے والا ۴ ہم نے اسے دکھا دیا ہے (اپنا) راستہ ۵ اب چاہے شکر گزار بنے چاہے احسان فراموش ۶ بے شک ہم نے بالکل

لِلْكٰفِرِينَ سَلٰسِلَا۟ وَأَغْلٰلًا وَّسَعِيرًا ﴿٤﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ

تیار کر رکھی ہیں کفار کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ ۷ بے شک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا

جام جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی ۸ (کافور) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے

مشیج کو جمع کہتے ہیں جیسے اوپر ذکر ہو چکا ہے، وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نطفہ اگرچہ واحد ہے لیکن یہ متعدد عناصر سے مرکب ہے اس لیے اس کے اجزا کا اعتبار کرتے ہوئے صفت جمع ذکر کر دی گئی۔

۳ فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے انسان کو گوناگوں خوبیوں اور قوتوں سے آراستہ کر کے اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم اسے آزمائیں کہ آیا وہ ہمیں پہچانتا ہے یا نہیں، پہچان کر ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں۔ ای نختبرہ۔ (قرطبی)، مبتلیہ کا دوسرا مفہوم یہ بتایا گیا ہے کہ ہم اسے اوامر و نواہی کا مکلف کر سکیں۔ عقل، ارادہ اور اختیار کی جو قوتیں اسے دی گئی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ احکام شرعی کا بوجھ اٹھا سکے۔

۴ اسی لیے ہم نے اسے مشاہدہ اور فہم کی قوتیں بخشی ہیں۔ سمیعا، صرف سننے والا نہیں بلکہ دعوت حق کو سننے والا۔ بصیرا، صرف دیکھنے والا نہیں بلکہ نور حق کو دیکھنے والا۔ ہم نے اپنے فضل و کرم سے اس کو یہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس کی مرضی کہ وہ ان سے کام لیتا ہے یا انہیں بیکار چھوڑے رہتا ہے۔

۵ ہم نے اپنے انبیاء کے ذریعے اپنی کتابوں کے ذریعے اسے بتا دیا کہ یہ سیدھی راہ ہے اور یہ ٹیڑھی راہ ہے، یہ ہدایت ہے یہ گمراہی ہے۔

۶ ہم نے اسے ہر قسم کی صلاحیتیں بھی بخشیں، پیغمبروں کے ذریعے حق و باطل کی پہچان کرا دی، اس کے بعد ارادہ اور عمل کی آزادی بھی عطا فرمائی تاکہ ہم دیکھیں کہ یہ کیسا بندہ ثابت ہوتا ہے۔ شکر کرنے والا، ہمیں یاد کرنے والا، ہمارے احکام کی تعمیل کرنے والا، یا احسانات و انعامات پر ناشکری کرنے والا، بتوں اور پتھروں کو ہمارا شریک بنانے والا، نفس امارہ کے ہاتھ اپنی باگ ڈور دے کر فسق و فجور کے گرداب میں غلطاں و پیچاں رہنے والا۔

۷ اگر اس نے دوسری روش اختیار کی اور کفر و انکار کا علمبردار بنا رہا تو وہ آج ہی کان کھول کر سن لے اس کے لیے وہ آتشیں زنجیریں ہیں جن سے اس کو جکڑا جائے گا، وہ آتشیں طوق جو اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے اور وہ بھڑکتی ہوئی آگ جس میں اسے جھونک دیا جائے گا ہر چیز بالکل تیار ہے۔ جب یہ صاحب وہاں پہنچیں گے تو انہیں ایک لمحہ بھی انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ دوزخ کے داروغے فوراً طوق و سلاسل لے کر حاضر ہو جائیں گے۔

۸ ابرار کے ساتھ جو ذرہ نوازی کا برتاؤ کیا جائے گا اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ چند الفاظ کی تشریح پہلے سن لیں۔ الابرار: جمع ہے اس کا واحد برٌّ ہے جو بِرٌّ سے ماخوذ ہے۔ بِرٌّ نیکی کرنے اور صدقہ و احسان کو کہتے ہیں۔ بعض نے ابرار کا واحد بارٌّ بتایا ہے لیکن بارٌّ کی جمع

تَفْجِيرًا ﴿٦﴾ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾

لے بہا کر لے جائیں گے ۹ جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں ۱۰ اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا ۱۱

ہو رہی ہوتی ہے۔ بندہ اس کو کہتے ہیں جو اپنی زندگی اپنے رب کی فرمانبرداری میں گزار دے۔ ھو من امتثل امر اللہ۔ یعنی مومن صادق۔ کأس: اس پیالے کو کہتے ہیں جس میں شراب بھری ہو۔ لا تسمی الکاس کاسا الا وفیھا الشراب۔ (صحاح)

مزاج: ملاوٹ، آمیزش۔ کافور: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں کافور ملا ہوگا بلکہ خود تصریح فرما دی کہ کافور جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہو سکتی ہے کہ کافور کی طرح اس چشمہ کے پانی کی رنگت سفید براق ہوگی۔ اس کی تاثیر ٹھنڈی ہوگی اور اس سے کافور کی مہک آ رہی ہوگی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو انہیں شراب طہور کے جام بھر بھر کر پلائے جائیں گے اور اس میں جو پانی ملایا جائے گا وہ اس چشمہ کا ہوگا جس کی رنگت خوشبو اور خنکی کافور کی مانند ہوگی۔

۹ ایسا نہیں ہوگا کہ اہل جنت کو جب پانی کی ضرورت ہو تو اپنے بالاخانوں سے نیچے اتریں۔ انہیں مشکیزہ یا گھڑے میں بھر کر لانے کی زحمت ہو بلکہ جدھر وہ اشارہ کریں گے اس چشمہ کا پانی اس طرف بہتا چلا جائے گا۔ بلندی و پستی یا کوئی گڑھا اور وادی اس پانی کے رواں ہونے میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔

۱۰ ابرار کو جن اعمال حسنہ اور اخلاق حمیدہ کے باعث ان نوازشات سے مالا مال کیا جا رہا ہے اب تفصیل سے ان کا بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا ایک تو ان کا یہ معمول تھا کہ جو نذر مانتے تھے اس کو پورا کیا کرتے تھے۔ النذر کی تشریح کرتے ہوئے علمائے کرام کہتے ہیں۔ النذر ھو ایجاب المکلف علی نفسہ من الطاعات ما لم یوجبہ لم یلزمہ۔ یعنی کسی مکلف (عاقل بالغ مومن) کا اپنے اوپر کسی ایسی نیکی اور عبادت کو واجب کر لینا کہ اگر وہ خود اسے اپنے اوپر لازم نہ کرے تو یہ اس پر لازم نہ ہو۔ اس کی تفصیل بحث کا یہ مقام نہیں۔ اس کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ قتادہ نے النذر کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ بما فرض اللہ علیھم من الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج والعمرۃ وغیرھا من الواجبات۔ یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ اور ان کے علاوہ دیگر واجبات کو وہ پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جو عبادتیں اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کی ہیں، ان کی ادائیگی میں بھی سستی نہیں کرتے اور جن نیکیوں اور طاعتوں کو خود اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ان کو بھی پابندی سے بجا لاتے ہیں۔

۱۱ ان کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر وقت قیامت سے خائف رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ دن ضرور آئے گا۔ اس کی سنگینیاں اور ہولناکیاں چار سو پھیل جائیں گی۔ دور دور تک کہیں گوشہ عافیت نظر نہیں آئے گا۔

مُستطیرا: فاشیا وھو فی اللغۃ ممتدا۔ (قرطبی)

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا

اور جو کھانا کھلاتے ہیں ۱۲؎ اللہ کی محبت میں ۱۳؎ مسکین، یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم

۱۲؎ ان کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث اس کی حاجت مند مخلوق کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ حاجت مندوں کی فہرست اگرچہ طویل ہے۔ ان میں سے تین اہم اقسام کا ذکر کر دیا۔ اگر کوئی بھوکا، کوئی یتیم یا کوئی قیدی ان کے دروازے پر آکر دستک دے تو وہ اسے دھتکارتے نہیں بلکہ اس کو کھانا کھلا کر رخصت کرتے ہیں۔

مکہ کے مادہ پرستانہ ماحول میں اس قسم کے فقرا پر جو گزرتی ہوگی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ غریبوں اور مسکینوں سے ان کی نفرت اظہر من الشمس تھی۔ حضور کے پاس اگر غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے تو مشرکین اس محفل میں بیٹھنا اپنے لیے باعث ہتک سمجھتے۔ جو لوگ اس قسم کے غربا و فقرا پر احسان کیا کرتے اللہ تعالیٰ ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہو تاکہ اسلامی معاشرہ میں کوئی مسکین، کوئی یتیم اور کوئی اسیر ایسا نہ ہو جو رات کو بھوکا سوئے۔

بعض مفسرین نے ایک واقعہ کو ان آیات کی شان نزول بتایا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ایک دفعہ حضرات حسنین کریمین بیمار ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر صحابہ عیادت کے لیے گئے۔ کسی نے یہ تجویز پیش کی اے علی! آپ نذر کیوں نہیں مانتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کو صحت دی تو آپ نذر کو پورا کریں گے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے تین روزے رکھنے کی منت مانی۔ اسی طرح حضرت سیدۃ النساءؓ اور آپ کی کنیز فضہ نے بھی تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات حسنین کو شفا بخشی۔ اب نذر کے ایفا کا وقت آگیا۔ کاشانہ حیدری میں روزہ کے افطار کے لیے بھی کوئی چیز نہ تھی۔ چنانچہ آپ شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور تین صاع جو بطور قرض یا بعوض اجرت لے آئے۔ صبح کو سب نے روزہ رکھا۔ حضرت سیدہ نے ایک صاع جو پیسے اور اس کی پانچ روٹیاں پکائیں۔ شام کی نماز کے بعد حضرت علی واپس تشریف لائے تو سب اہل خانہ کھانا تناول کرنے کے لیے بیٹھے۔ اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی اور کہا میں مسکین ہوں بھوکا ہوں۔ آپ نے سب روٹیاں اٹھا کر اسے دے دیں اور خود سادہ پانی پی کر سو گئے۔ دوسرے روز افطار کے بعد کھانا کھانے بیٹھے تو دروازے پر پھر دستک ہوئی آواز آئی یتیم ہوں بھوکا ہوں۔ پھر پانچوں روٹیاں اٹھا کر اسے دے دی گئیں۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا گیا۔ جب کھانا کھانے بیٹھے تو ایک سائل نے آواز دی اسیر ہوں بھوکا ہوں۔ چنانچہ سارا کھانا اس کو دے دیا گیا۔ تین دن اور تین رات کے مسلسل فاقے سے بچوں کی کمزوری کی یہ حالت ہوگئی کہ چوزوں کی طرح کانپ رہے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ انہیں لے کر بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے۔ حضور سب کو لے کر حضرت سیدہؓ کے گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ فرط نقاہت سے حضرت سیدہ بھی ایک کونے میں سمٹی پڑی ہیں۔ حضور سخت پریشان ہوئے۔ اس وقت جبرئیل سورۃ الدہر کی یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔

لیکن اہل تحقیق نے اس روایت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ روایت اور درایت دونوں اعتبار سے یہ درست نہیں۔ علامہ قرطبی نے بڑی تفصیل سے اس پر جرح و تنقید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک فقیر آیا تھا تو اسے ایک روٹی دے دی جاتی اور باقی چار روٹیاں پانچوں حضرات کھا لیتے۔ اس طرح دوسرے دن، تیسرے دن، ایک سائل کو پانچوں روٹیاں دے دینے میں کوئی معقولیت نظر نہیں

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾ اِنَّا نَخَافُ

تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں

مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

اپنے رب سے اس دن کے لیے جو بڑا ترش (اور) سخت ہے [١٤] پس بچائے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے

آتی۔ نیز معصوم بچے ویسے ہی مکلف نہیں اور بچے ابھی ابھی وہ بیماری سے شفایاب ہوئے ہیں ان کو لگاتار تین دن تک روزہ رکھنے کی اجازت دینا شرعاً جائز نہیں۔ حضرت سیدنا علی ؓ اس کو کیسے روا رکھ سکتے تھے۔ تیسری یہ کہ اسلام نے جنگی قیدیوں کی خاطر تواضع کا حکم دیا ہے۔ ان کے کھانے پینے اور آرام کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ عہد جاہلیت کے قیدیوں کی طرح انہیں بھیک مانگ کر پیٹ بھرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس لیے قرطبی لکھتے ہیں فھذا حدیث مزوق مزیف۔ یہ حدیث من گھڑت اور ضعیف ہے۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ قال الحکیم الترمذی ھذا حدیث مفتعل لایروج الا علی احمق وجاھل۔ واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات یعنی حکیم ترمذی کا قول ہے کہ اس حدیث کو صرف احمق اور جاہل آدمی ہی قبول کر سکتا ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوع احادیث میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اہل بیت کو جن کمالات، خصائل حمیدہ، اعمال رشیدہ سے مشرف فرمایا ہے پھر انہیں جن مراتب عالیہ اور مقامات رفیعہ پر سرفراز کیا ہے انہیں اس قسم کی خلاف عقل روایات کے سہارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان آیات کے اولین مصداق خاندان نبوت کے یہی حضرات ہیں۔ جن لوگوں نے ان نفوس قدسیہ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہے ان پر مخفی نہیں کہ خاندان نبوت نے ساری زندگی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضرورتوں کو فوقیت دی۔ خود تکلیف برداشت کی لیکن دوسروں کو خوش وخرم رکھا۔ اگر یہ واقعہ نہ بھی ہو تب بھی ان آیات کے اولین مصداق یہی حضرات ہیں۔

[١٣] حُبِّہٖ کی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو قول ہیں۔ (١) اس کا مرجع طعام ہے یعنی انہیں خود کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو نظر انداز کر کے دوسروں کی بھوک کا ازالہ کرتے ہیں۔ (٢) دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی یہ کام وہ محض اللہ تعالیٰ کی محبت میں کرتے ہیں۔ انما نطعمکم الآیۃ اسی کی تائید کرتی ہے۔ یعنی اپنے قول یا اپنے طرز عمل سے ان پر یہ بات واضح کر دیتے ہیں کہ اس خدمت کا وہ ان سے کوئی معاوضہ نہیں مانگیں گے۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ وہ اظہار تشکر کریں اور لوگوں کے سامنے ان کی سخاوت کا تذکرہ کریں۔ انہوں نے یہ کام محض اپنے رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا ہے۔

[١٤] وہ کہتے ہیں کہ ہم آج اپنے رب کریم کو راضی کر لینا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ایک بہت سخت دن آنے والا ہے جس کی ہولناکیوں کا تصور کر کے ہمارے دل آج بھی لرز رہے ہیں۔ اگر ہم نے اپنے رب کو خوش کر لیا تو ہمیں یقین ہے کہ قیامت کے روز ہمیں کوئی کھٹکا نہ ہوگا

وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

اور بخش دے گا انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور ؀ ۱۸ اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس ؀ ۱۹

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾

وہاں پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ نظر آئے گی انہیں وہاں سورج کی تپش اور نہ ٹھٹھرن۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ

اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ اور گردش میں ہوں گے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۠

ان کے سامنے چاندی کے ظروف اور شیشہ کے چمکدار گلاس۔ (وہ) شیشے بھی وہ جو

عبوس: اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی پیشانی پر بل ڈال رکھے ہوں اور اس کے چہرے سے غصہ اور وحشت برس رہی ہو۔ القمطریر: الشدید، بہت سخت بہت کرخت۔ ہولناک منظر اور اس پر اس کی طوالت پناہ بخدا!

۱۸ جن لوگوں کی یہ صفات ہوں گی اللہ تعالیٰ انہیں ہول قیامت سے محفوظ رکھے گا۔ ولقٰی، اعطٰی۔ ان کے چہرے پھول کی طرح ترو تازہ ہوں گے اور ان کے دل شاداں و فرحاں ہوں گے۔

۱۹ مومن کی ساری زندگی صبر سے عبارت ہے۔ احکام الٰہی کی ادائیگی پر صبر، نواہی سے اجتناب پر صبر، محرومیوں پر صبر، نقصانات پر صبر، دشمنان اسلام کے سامنے معرکۂ کارزار میں صبر اور جنگ جیتنے کے بعد اپنے اقتدار و اختیار کے صحیح استعمال کرنے پر صبر۔ الغرض مومن کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی تو ایسا نہیں جہاں صبر کا نور چمک نہ رہا ہو۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اہل ایمان نے زندگی کا سفر جس صبر و استقامت سے طے کیا، نفس کے سرکش گھوڑے کو جس عزم سے انہوں نے قابو میں رکھا، آج ان تمام کاموں کا انہیں معاوضہ ملے گا۔

یہاں سے لے کر آیت ۲۱ تک ان الطاف و عنایات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عالم آخرت میں سرفراز فرمائے گا۔ آیات کے مشکل الفاظ کی وضاحت کر دی جاتی ہے مطلب سمجھنا مشکل نہیں۔ ارائک جمع ہے۔ اس کا واحد اریکۃ ہے۔ اس مخصوص پلنگ کو کہا جاتا ہے جو زیبائش و آرائش کے لیے بچھایا جاتا ہے۔ ای السریر للحجلۃ۔ زمھریر: شدۃ البرد۔ (قاموس) سخت ٹھنڈک۔ دانیۃ: دنا یدنو سے اسم فاعل مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے قریب، نزدیک۔ ذللت تذلیلا، ذلیت عناقیدہ وجعلت سھل التناول۔ کہ انگور کے گچھوں کو نیچے لٹکا دیا جائے گا اور جنتی بڑی آسانی سے اسے تناول کر سکیں گے۔ انیۃ: جمع ہے اناء کی، ظرف، برتن۔ اکواب: کوب کی جمع ہے۔ وہ پیالہ یا پیالی جس کے ساتھ کنڈا نہ ہو۔ کانت قواریر من فضۃ کا مفہوم حضرت ابن عباس نے ان الفاظ میں بیان کیا

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

چاندی کی قسم کے ہوں گے ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ سے بھرا ہو گا ۱۶ اور انہیں پلائے جائیں گے وہاں (ایسی شراب کے) جام جس میں زنجبیل کی

زَنْجَبِيْلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

آمیزش ہوگی۔ (یہ زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے ۱۸ اور چکر لگاتے رہیں گے ان کی خدمت میں ایسے بچے جو ایک

مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ

ہی حالت پر رہیں گے ۱۹ جب تو انہیں دیکھے تو یوں سمجھے گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ اور جدھر بھی تم وہاں دیکھو گے

رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ

تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی ۲۰ ان کے اوپر لباس ہوگا باریک سبز ریشم کا (بنا ہوا) اور

ہے۔ انیۃ من فضۃ صفاء ھا کصفاء القواریر۔ یعنی یہ سارے برتن چاندی کے بنے ہوں گے لیکن ان میں چمک اتنی زیادہ ہوگی کہ خیال گزرے گا کہ شیشہ اور بلور ڈھال کر انہیں بنایا گیا ہے۔ پہلا قواریر، کانت کے اسم اکواب کا حال ہے۔ دوسرا قواریر بدل ہے پہلے قواریر کا۔

۱۶ یعنی ساقی گری کی خدمت پر جو خدام مقرر ہوں گے وہ بھی بڑے سلیقہ شعار اور مزاج شناس ہوں گے۔ صراحی سے جام میں اتنی مقدار میں شراب انڈیلیں گے جتنی پینے والا چاہے گا۔ جتنی اس کی خواہش ہوگی۔ اتنی ہی دیں گے۔ جس کو چند گھونٹ کی خواہش ہو اسے چھلکتا گلاس نہ دیں اور جو زیادہ پینا چاہتا ہو اسے چند قطروں پر نہ ٹرخا دیں۔ جن کی دلداری اور عزت افزائی مقصود ہے وہ ان کی خواہشات کا پورا پورا احترام کریں گے۔

۱۷ ایک دوسری قسم کی شراب کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہیں ایسی شراب دی جائے گی جس میں زنجبیل کی ملاوٹ ہوگی۔ ساتھ ہی بتا دیا کہ یہ بھی جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے اور اسی کو سلسبیل بھی کہا جاتا ہے۔ اہل عرب شراب میں سونٹھ ملا کر پیتے تھے۔ انہی کا پسندیدہ نام ذکر فرما دیا اور بتا دیا کہ جنت میں ایک چشمہ اسی نام کا جاری ہے جس میں سونٹھ کی بو تو ہوگی لیکن اس کے ذائقہ کی تلخی نہ ہوگی۔

۱۹ لڑکے ہر وقت ان کی خدمت بجا لانے کے لیے اور ان کے احکام کی تعمیل کے لیے ان کے آگے پیچھے پھرتی سے دوڑ رہے ہوں گے۔ مرور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی شکل و صورت اور ان کے رنگ روپ میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور جب وہ جنت کے مرغزاروں میں اہل جنت کی خدمت میں ادھر ادھر بھاگے پھر رہے ہوں گے تو یوں معلوم ہوگا کہ کوئی موتیوں کی لڑی ٹوٹ گئی ہے اور اس کے تابندہ اور رنگ رنگیلے موتی ادھر ادھر لڑھکتے چلے جا رہے ہیں۔

۲۰ ثَمَّ اشارۃ الی المکان یعنی بہ الجنۃ۔ یہ ظرف ہے رویت کے فعل کے لیے یعنی جنت میں جدھر بھی تو دیکھے گا ہر طرف تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں نظر آئیں گی اور ایک وسیع مملکت ہوگی جو خداوند کریم نے اپنے ایک ایک بندے کو دے دی ہے۔ سندس: باریک ریشمی کپڑا۔ استبرق:

إِسْتَبْرَقٌ ۖ وَّحُلُّوْٓا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے ۲۱ اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ

طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع ۲ ۱۹

شراب ۲۲ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور (مبارک ہو) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں ۲۳

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

ہم نے ہی (اے حبیب!) آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے کلام نازل کیا ۲۴ اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجیے اور

الدیباج الغلیظ: موٹا ریشمی کپڑا۔

۲۱ انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے ہوں گے۔ ایک مقام پر پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے سونے کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کے پاس سونے اور چاندی کے بنے ہوئے کنگن ہوں گے جب ان کا جی چاہے گا سونے کے اور جب جی چاہے گا چاندی کے کنگن پہن لیں گے یا انہوں نے دونوں قسم کے کنگن پہن رکھے ہوں گے۔

۲۲ دو قسم کی شرابوں کا ذکر پہلے ہو چکا۔ ایک وہ جس میں کافور کے چشمے کا پانی ملا ہو گا۔ دوسری وہ جس میں زنجبیل کے چشموں کا پانی ملا ہو گا۔ اب تیسری قسم کی شراب کا ذکر ہے لیکن اس میں وہ ایسی خصوصیتیں ہیں جو پہلی دو قسموں میں نہیں پائی جاتیں۔ اس شراب کو شراب طہور کہا گیا ہے نیز اس کو پلانے والا خود رب العالمین ہے۔ اس لیے حضرت یعقوب چرخی لکھتے ہیں:

"سابقان و مقربان حضرت حق را جل جلالہ از زیر عرش قدح ہائے شراب طہور برساند و مقتصدان را فرشتگان دہند و عاصیان را غلمان دہند چوں از شراب بہشتی بخورند مست ذوالجلال گردند حجاب برگیرند تا بے چون و بے چگونہ و بے جہت حق تعالیٰ را بینند۔ اللهم ارزقنا واجعلنا بكرمك من المقربين" (تفسیر چرخی)

یعنی سابقین اور مقربین کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے سے شراب طہور کے بھرے ہوئے پیالے بلا واسطہ پلائے گا۔ درمیانی درجے والوں کو فرشتے پلائیں گے اور عام لوگوں کے ساقی غلمان ہوں گے۔ جب وہ بہشت کے شراب کو پئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہو جائیں گے پردوں کو الٹ دیں گے۔ بے چون و بے چگونہ و بے جہت حق تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ الٰہی! ہمیں بھی یہ نعمتیں عطا فرما اور اپنے کرم سے مقربین میں داخل فرما۔

۲۳ یہ نوازشیں یہ عنایتیں تمہارے ان مخلصانہ اعمال کی جزا ہیں اور تمہیں مبارک ہو کہ اس کریم و رحیم نے محض اپنے رحم و کرم سے تمہارے ناقص اعمال کو قبول فرما لیا ہے۔ ایک بندہ کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کا اور کیا مقام ہو گا جب اسے یہ مژدہ سنایا جائے گا۔

۲۴ کفار کی خوئے بد نے انہیں اعتراض کرنے کے فن کا امام بنا دیا تھا جب اور کوئی اعتراض موثر ثابت نہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہم بڑی قوی دلیل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ ان کا اپنا اختراع کردہ ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو سارے کا سارا یکبارگی نازل ہو جانا چاہیے

لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

نہ کہنا مانیے ان میں سے کسی بدکار یا احسان فراموش کا ۲۵ اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی ۲۶

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجیے اور رات کافی وقت اس کی تسبیح کیا کیجیے۔ بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ

کرتے ہیں اور پس پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو۔ ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور

شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ

ان کے جوڑ بند مضبوط کیے ہیں ۲۷ اور جب ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو بدل کر رکھ دیں ۲۸ بے شک یہ ایک

موسیٰ علیہ السلام کو تورات ایک مرتبہ دی گئی تھی۔ یہ چونکہ خود گھڑتے ہیں اس لیے جتنا گھڑتے ہیں اسے آگے سنا دیتے ہیں، کبھی کم، کبھی زیادہ۔ ان کے اس الزام کی تردید فرمائی جارہی ہے کہ ہم نے اسے اپنے محبوب رسول پر نازل کیا ہے اور تھوڑا تھوڑا کرکے حسب حال اور حسب ضرورت نازل کرنے میں بے شمار حکمتیں ہیں۔

۲۵ اے محبوب! آپ کو اپنے رب کی طرف سے جو احکام ملے ہیں ان کی پابندی کرتے رہیں کسی کی مخالفت کی ہرگز پروا نہ کریں۔ یہ بدکردار، بدکار اور احسان فراموش آپ کو اگر راہ خداوندی سے منحرف کرنا چاہیں تو آپ ان کا کہنا ہرگز نہ مانیں۔

۲۶ مومن کی طاقت کا سرچشمہ اور اس کی قوت کا راز ذکر الٰہی میں پوشیدہ ہے۔ پہلے اپنے نبی مکرم کو صبر کی تلقین فرمائی۔ اب ذکر کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے۔ وہ شخص جو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے اور جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جائے باطل کی طاغوتی طاقتیں اس کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتیں۔ بعض علماء نے اس سے اوقات نماز مراد لیے ہیں۔ بکرۃ سے مراد صبح کی نماز، اصیل زوال سے غروب کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ظہر اور عصر کی نماز، ومن الیل سے مغرب و عشاء کی نماز، وسبحہ لیلا طویلا سے تہجد کی نماز مراد ہے۔

۲۷ "اسر" کا معنی ہے ایک چیز کو دوسری کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دینا۔ قدرت الٰہی نے انسان کے مختلف اعضا کو ایک دوسرے کے ساتھ پٹھوں، ریشوں اور رگوں کے ذریعے بڑی پختگی سے جوڑ دیا ہے۔ سب اعضا اپنے اپنے فرائض انجام دیتے رہتے ہیں اس کے باوجود ایک دوسرے سے پیوستہ بھی ہیں، ایک دوسرے کی قوت و طاقت کا ذریعہ بھی ہیں، ایک دوسرے کا بوجھ بھی اٹھائے ہوئے ہیں۔ اگر اسی ایک بات پر تم غور کرو تو تمہارے شکوک و شبہات کے تاریک بادل چھٹ جائیں گے۔

۲۸ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کردیں، نیست و نابود کردیں اور ان کی جگہ کوئی نئی قوم پیدا کریں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ان کے چہروں کی رنگت اور خد و خال کو مسخ کردیں۔ کسی ایسی بیماری میں مبتلا کردیں کہ دیکھنے والے پہچان ہی نہ سکیں۔

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

نصیحت ہے۔ پس جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کے قرب کا راستہ ۲۹؎ اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾ۖ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

اس کے کہ اللہ خود چاہے ۳۰؎ بے شک اللہ تعالیٰ علیم ہے، حکیم ہے ۳۱؎ جس کو چاہتا ہے اپنے دامن رحمت

فِیْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣١﴾ ع ۲

میں داخل کر لیتا ہے ۳۲؎ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب۔

۲۹؎ یہ قرآن ایک نصیحت ہے۔ جس کا جی چاہے اس نصیحت کو قبول کرے۔ ہدایت کی اس روشنی میں سفر طے کرتا ہوا قرب و رضا کی منزل میں پہنچ جائے اور جس کا جی چاہے اپنی عمر برباد کر دے۔

۳۰؎ ساتھ ہی بتا دیا کہ صرف تمہاری خواہش اور ارادے سے کچھ نہیں ہو سکتا جب تک میری مشیت تمہاری سعادتمندی کا فیصلہ نہ کرے اس وقت تک تمہاری کوششیں لاحاصل، تمہاری جد و جہد بے ثمر۔ جب توفیق الٰہی دستگیری فرماتی ہے نور حق تب نظر آتا ہے، دعوت حق تب سنائی دیتی ہے، دل میں شوق کا طوفان امڈتا ہے، راستے کی ساری مشکلیں سہل ہو جاتی ہیں اور جذب الٰہی درماندہ راہ محبت کو اپنے حریم ناز میں داخل فرما لیتا ہے۔

۳۱؎ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس بندے پر کون سی مہربانی فرمانی ہے۔ کس مسکین کے دل مضطرب پر کیسے کرم فرمانا ہے اور کن اشکبار آنکھوں اور نالہ فرسا ہونٹوں کو اپنے جمال جہاں آرا سے روشن کرنا ہے۔ وہ حکیم ہے۔ اس کے انداز نگاہ نرالے، اس کی عطا نگاہ نرالی، اس کی ہر ادا یگانہ ہے۔

۳۲؎ جس کو چاہتا ہے گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور سے منور کر دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے ہجر و فراق کی دوریوں سے رہائی بخش کر اپنے وصال کی لذت سے شادکام کر دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے غفلت کی نیند سے بیدار کر کے اپنی یاد کی نعمت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

○

اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت تشاء یا من بیدہ ناصیتی کن لی رؤفا رحیما۔ فاطر السمٰوات والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ و احشرنی تحت لواء حبیبک المکرم و رسولک المعظم شفیع المذنبین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

○